خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 89

Track - 1

32:25

''حدیث مبارک ہے کہ تم کافر کو بھی کافر نہ کہو اس ارشاد مبارک کی روحانی
تشریح کیا ہے؟''

محمد عارف صاحب ہیں انہوں نے یہ سوال کیاہے کہ صاحب رسول اللہ ﷺ کا
ارشاد قدسی ہے کہ کافر کو کافر مت کہو ۔ حضور پاک ﷺ کے اس ارشاد کی
روحانی توجیح کیا ہے؟ اور یہ کیا کسی کو اس کی خرابیوں کی بنیاد پر اس نام
سے نہ پکارا جائے؟ مثلاً اگر کوئی آدمی شرابی ہوسکتا ہے ... او بھائی شرابی
ادھر آ۔ مثلاً اگر کوئی آدمی جواری ہے یہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اس کو بھائی
نہیں کہنا چاہئیے کہ او بھائی شرابی ادھر آؤ۔ تاکہ وہ جو تھوڑی بہت ہی شرم
حیا اس کے اندر ہے وہ بھی ختم ہوجائے گی۔ اور وہ خوب کھل کے شراب پئے گا
بھائی ۔ اب اس کا نام ہی شرابی ہوگیا تو وہ کہے گا چھوڑو یار کیسی شرم
کیسی حیا۔ کوئی جوا کھیلتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں اس کو جواری کہتے ہیں۔
اس کو نام سے اگر پکارا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ بھائی اس میں یہ حرج
ہے کہ اگر وہ جوا کھیلتا ہے تو اس کے اندر تھوڑی بہت ہی شرم حیا اللہ سے
عاجزی و انکساری کا جو جذبہ ہے وہ ختم ہوجائے گا۔ ہر آدمی جو اس دنیا میں
اس کا وجود ہے جو عقل و شعور رکھتا ہے اس کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی
.... اپنی اچھائیوں کا ......یہ ایک مزاج ایک فطرت ہے۔ اور اگر یہ انسانی
فطرت نہ ہو تو پھر یہاں برائیوں کے علاوہ زمین پر آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ ہر
آدمی یہ چاہتا ہے کہ وہ اگر خدانخواستہ آپ کے بیٹے میں اگر کوئی برائی ہو تو
اچھا باپ کبھی کسی کے سامنے اس کا ذکر ہی نہیں کرے گا۔ اس کو چھپائے گا۔
اس لئے چھپائے گا کہ اگر میں اس کو بتاؤں گا جو برائی میرے بیٹے میں ہے تو یہ
تو میری برائی ہے۔ میں نے اس کی تربیت اچھی نہیں کی اس لئے اس کے اندر
برائی ہے۔ پھر یہ کہ اگر آپ اپنے بیٹے کی، اپنے بھائی کی ، اپنے عزیز کی ، اپنے
دوست کی جو برائیاں ہیں برملا آپ لوگوں کے سامنے بیان کریں گے تو وہ تو کہے
دیگا کہ یہ برائی تو برائی نہیں ہے یہ سبھی کو پتہ ہے۔ اور جس معاشرے میں
یہ شراب پینا برا نہیں سمجھا جاتا وہاں لوگ شراب عام پیتے ہیں۔ ماں باپ،
بہن بھائی ، بیٹے، بیٹیاں سب ساتھ بیٹھ کر شراب پیتے ہیں۔ اس لئے کہ اس
معاشرے میں شراب کو برا سمجھا نہیں جاتا شراب میں جو برائی ہے اس کو
انہوں نے

Accept

کرلیا۔ قبول کرلیا۔ تو رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ کافر کو کافر نہ کہو اسی
لئے ہے ایک تو آپ کو یہ پتہ ہے کہ فرض کیجئے کل ایک آدمی کافر ہے۔ آج وہ
اسلام لے آیا۔ مسلمان ہوگیا۔ پھر کیا کریں گے؟ تو آپ جب اسے کافر کہیں گے
آپ ...... کوئی اس کو کافر کہنے سے آپ کو فائدہ بھی کچھ نہیں ہے۔ نہ آپ کی
نیکیاں بڑھ رہی ہیں۔ اور نہ آپ کے کافر کہنے سے اسلام لے آیا۔ اگر اس کافر
کو آپ بھائی کہیں گے ، ہمدرد کہیں گے ، دوست کہیں گے ، اس کے ساتھ اخلاق
سے پیش آئیں گے ، اسے اپنے ساتھ بٹھا کے کھانا کھلائیں گے تو ممکن ہے کہ اس کا
کفر آپ کے اخلاق کی وجہ سے ختم ہوجائے۔ لیکن اگر آپ ڈائریکٹ اسے کافر
کہہ دیں گے وہ تو کبھی آپ کے قریب ہی نہیں آئے گا۔ وہاں لندن میں ایک میرے
پاس انگریز صاحب آئے وہ مسلمان ہوگئے تھے۔ اس نے مجھ سے آکے شکوہ کیا
کہ صاحب جب میں مسلمان نہیں تھا انگریز تھا اور میں جایا کرتا تھا خوب شراب
پیتا تھا۔ میری دوست بھی تھی، لڑکیاں بھی تھیں، لڑکے بھی تھے۔ کبھی مجھے
پیسے کی کمی نہیں ہوئی۔ کبھی مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ میرا ایک
خاندان تھا، میری ایک برادری تھی، اب میں جب سے مسلمان ہوا ہوں تو بیوی نے
مجھے چھوڑ دیا، ماں باپ نے مجھے چھوڑ دیا، دوستوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور
جہاں میں ملازمت کرتا تھا انہوں نے بھی نکال دیا ۔اب میں پریشان پھر رہا
ہوں۔ کیا کروں میرا تو کوئی والی وارث بھی نہیں ہے۔ کیا میں دوبارہ پھر
انگریز ہوجاؤں؟ میں حج بھی کر آیا۔ وہاں میں بیت اللہ گیا وہاں بھی مجھے
کسی نے کوئی گھاس بھی ڈالا۔ پھر میں وہاں جو اپنے سلسلے کے عظیمی بہن
بھائی تھے ان کو بلایا۔ وہاں سب کو اکھٹا کیا اور میں نے کہا کہ یہ ایک بیچارہ
شامت اعمال سے مسلمان ہوگیا ۔ اب جب ہوگیا ہے تو پھر اسے اپنی برادری
سے کیوں بھگاتے ہو؟ کہنے لگے پھر کیا کریں۔ میں نے کہا بھائی یہ کرو اس کو
بلاؤ اپنے پاس ، پاس بٹھاؤ، اس کو اپنے ساتھ کھانا کھلاؤ ۔ کبھی آتے جاتے پانچ دس
پونڈ اس کی جیب میں ڈال دیا کرو۔ جب یہ اپنے کام میں لگ جائے گا اس کو
ملازمت مل جائے گی تو اسے یہ تو احساس ہوگا بھائی انگریزوں میں تو یہ ہے
کہ چائے بھی بیٹھ کے پیو تو اپنے اپنے پیسوں سے پیو۔ مسلمانوں میں یہ ہے بھئی
میری ہمدردی کی، میری مصیبت میں کام آئے، اور ساتھ بٹھا کر روٹی کھلائی۔
بھئی ظاہر ہے اب اس کے پاس گاڑی بھی نہیں۔ بھئی اتنا پھٹیچر ہوگیا مسلمان
ہوکر اس کے پاس گاڑی بھی نہیں ہے۔ وہ کہنے لگا جی میرے پاس تو گاڑی بھی
نہیں میں تو گاڑیوں میں سفر کرتا تھا۔ خیر پھر جب وہ جانے لگا تو میں نے اسے
بہت پیار کیا، گلے سے لگایا، دس پونڈ دئیے اسے وہ حیران پریشان بھئی آنکھیں
پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ صاحب وہاں تو اس کا دستور ہی نہیں ہے۔ اور دس
پونڈ کی رقم بھی بہت اچھی خاصی ہوتی ہے۔ تو انہوں نے کہا صاحب یہ کیا ہے
کس طرح ہے لوگوں سے اس نے پوچھا تو میں نے کہا نہیں بھئی ہمارے ہاں
اسلام میں مسلمانوں میں یہ ہے کہ جب کوئی مہمان آئے اس کی خاطر تواضع
کرو ، اس کو تحفہ دو، چھوٹا کوئی آئے اس کے سرپہ ہاتھ رکھو، اس کو کچھ

پیسے دو۔ اب تحفے میں آپ کو کیا دیتا۔ صاحب وہ اتنا خوش ہوا، اتنا خوش ہوا
پھر میں جہاں بھی جاتا تھا تو اس کو میں وہاں بلوالیتا تھا۔ اس کا نام عبد اللہ
نام رکھا تھا۔ عبداللہ کو ضرور بلاؤ۔ عبد اللہ کو ضرور بلا کر لانا۔صاحب وہ
دعوتوں میں شریک ہوتا۔ اب اس کے ٹیلی فون آتے ہیں۔ وہ جناب صبح بھی
پوچھا تھا ٹیلی فون کرکے کہ صاحب میں اپنے نام کے ساتھ عظیمی لکھ لوں۔ میں
نے کہا ضرور لکھ لیں عظیمی۔ اور جناب بھائی اس کا کاروبار بھی سیٹ ہوگیا۔
مسلمان گھرانے میں اس کی شادی بھی ہوگئی۔ بہت خوش ہے اور بہت تبلیغ
کررہا ہے۔ دیکھیں جی کتنا فرق پڑتا ہے۔ تو بھائی اگر آپ کافر کو کافر کہیں گے
، کافر کو کافر کیا، آپ اپنے بھائی کو روزانہ کہیں بدتمیز، گستاخ ، بے وقوف وہ
بھاگ جائے گا۔ وہ آپ کی بات نہیں سنے گا۔ آپ کے ساتھ گستاخی کرے گا۔ اور
اگر بہت ہی محبت ہے تو آپ سے بات ہی کرنا بند کردے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے
جو بھی احکام ہیں ان احکامات میں حکمت ضرور ہے۔ ان احکامات میں فراست
ضرور ہے۔ ان احکامات میں انوار ضرور ہیں۔ اور ان احکامات میں مسلمانوں
کے لئے ایک لائحہ عمل ہے ایک سبق ہے۔ جب یہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بھئی
کافر کو کافر نہ کہو اس لئے فرمایا کہ جب تم اسے کافر کہوگے تو وہ تمہارے
قریب ہی نہیں آئے گا۔ تم سے دور ہی ہوتے چلا جائے گا۔ کافر جب آپ کسی کو
کہیں گے توا س کا مطلب ہوا کہ آپ اس کے ساتھ نفرت کرتے ہیں۔ اور ایک
کافر کو جب آدم کے رشتے سے آپ بھائی کہیں گے تو وہ سمجھے گا بھائی بھائی تو
تمہارا ہے۔ آدم کے رشتے سے بھائی ہے۔ چاہے وہ کافر ہو چاہے وہ مشرک ہو،
چاہے ہندو ہو چاہے کوئی ہو۔ بھائی تو ہے۔ بھائی ہونے سے تو آدم و حوا کے
رشتے سے بھائی ہونے سے تو آپ انکار کر نہیں سکتے۔ جب آپ اسے بھائی کہیں
گے اس کے ساتھ اخلاق سے پیش آئیں گے۔ عین ممکن ہے وہ آپ کے اخلاق سے
متاثر ہوکر کفر چھوڑ دے۔اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرلے۔ایسے ہی حضور
پاک ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بھائی جب تم فاتح کی حیثیت سے کسی ملک میں
داخل ہو تو ان کے گرجا اور مندروں کو نہ توڑو، ان کو اسی طرح رہنے دو، ان کے
جو پادری ہیں، پروہت ہیں ، جو ان کے مولوی ہیں ان کو مارو نہیں ان کا قتل
عام نہ کرو، ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اگر ایک
آدمی جو عالم دین ہے کسی بھی مذہب کا ہو، وہ عیسائی کا ہو، یہودیت کا ہو،
ہندومت کا ہو، اگر اس نے اسلام کی حقانیت کو قبول کرکے اسلام قبول کرلیا تو
اس ایک آدمی کے ساتھ ہوسکتا ہے پانچ سو آدمی مسلمان ہوسکتے ہیں، دو سو
بھی ہوسکتے ہیں، زیادہ بھی۔ اور پھر یہ کہ نہ صرف یہ کہ ان عبادت گاہوں کا
آپ کو تحفظ کرنا ہے بلکہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کو ایڈ بھی دیں۔ یہ
حکمت جو ہے اگر ان کے دل برباد ہورہے ہیں برباد نہ ہونے دیں۔ اسلام کوئی
ایسا جبر کا مذہب نہیں ہے، سختی کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام تو سراپا رحمت
ہے۔اللہ تعالیٰ کی بھی رحمت ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی بھی رحمت ہے۔ اور
اسی رحمت کی نسبت سے یہ سارا اسلام جو ہے پھیل رہا ہے۔اب دیکھیں علماء

کرام ہیں ایک طرف اور ایک طرف اولیاء اللہ ہیں۔میں کسی پر اعتراض نہیں
کرتا۔ لیکن تاریخ یہ بتارہی ہے کہ علماء کرام نے بڑی تبلیغیں کیں، بڑی جدوجہد
کی،اور اسلام پھیلا بھی۔ یہ لوگ کامیاب بھی ہوئے۔لیکن اس میں تفرقہ ضرور
بنے۔ اولیاء اللہ نے بھی اسلام پھیلایا۔ اس میں تفرقہ کہیں نہیں ہے۔ اب اتنے
سلسلے ہیں چشتیہ ہے، سہروردیہ ہے، قادریہ ہے، نقشبندیہ ہے، طیفوریہ ہے،
بہت سارے سلسلے ہیں۔ عظیمیہ سلسلہ ہے۔ آپ کسی بھی سلسلے کے بندے کے
پاس چلے جائیں آپ کہیں میں سہروردی سلسلے کا بندہ ہوں۔ بس پھر آپ
دیکھیں بھئی واہ سبحان اللہ بھئی واہ سبحان اللہ سارے ہی سلسلے ایک ہیں۔
بھئی یہ تو راستے مختلف ہیں لیکن منزل تو سب کی ایک ہے۔ اور بھائی سب
ہی ہیں۔ آؤ بھائی بیٹھو کھانا کھاؤ۔ آپ کسی بھی سلسلے کا بندہ کسی بھی
دوسرے سلسلے میں چلا جائے اس کو یہ محسوس ہوتا ہے وہ اپنی برادی میں
آگیا۔ اور اس کے برعکس جو فرقہ بندی کہ جو سلسلے ہیں ان میں جب آپ چلے
جائیں وہاں تو کوئی کھڑا ہونے نہیں دیتا۔وہ تو کہیں گے بھئی تم تو بھئی وہ ہو
ایک آدمی کہے گا یہ بدعتی آگیا۔ دوسرا آدمی کہے گا یہ گستاخ آگیا۔ لیکن یہی
ہوگا کہ اس کا دل خراب ہوجائے گا۔ اور دل خراب ہونے کے بعد وہ وہاں سے
چلا آئے گا۔ تو یہ جو اسلام ہے ، اسلام۔ اسلام اخوت اور بھائی چارے کا مذہب
ہے۔ اسلام اخلاق کا مذہب ہے۔ اور اسلام احترام انسانیت سکھاتا ہے۔ اسلام یہ
نہیں بتاتا کہ آپ انسانوں کی بے حرمتی کرکے ان کو اپنے سے دور کردیں۔ اسلام
کی تعلیمات ہی یہ ہیں کہ انسانیت کا اتنا احترام کیا جائے کہ اگر وہ مسلمان نہ
بھی ہو تو آپ کے اخلاق سے متاثر ہوکر کم از کم اسلام کی حقانیت کو دل سے
نہیں تو زبان سے ضرور تسلیم کرے گا۔ تو یہ حضور ﷺ کا یہ اعجاز ہے کہ جو بھی
بات حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں اس کے پیچھے حکمت ہوتی ہے۔ اور یہ کہ کافر کو
کافر مت کہو اس کے پیچھے حکمت یہ ہے کہ کافر کو کافر کہنے سے آپ اسلام
کی حقانیت کو پھیلا نہیں سکتے۔ کافر کو اپنے قریب لانے سے ، اخلاق حسنہ سے ،
اس کی خدمت گزاری سے ، اس کے کام آکر آپ جو ہیں اسلام کی تعلیمات کو
پھیلا سکتے ہیں۔ اب یہ آپ دیکھیں آج کل عیسائیوں کی تبلیغ پادری جو مشن کا
کام کرتے ہیں۔ لاکھوں مسلمان جو ہیں عیسائی ہوگئے ہیں۔ لاکھوں مسلمان
عیسائی ہوگئے ہیں۔ بات وہی ہے کہ وہ جاتے ہیں وہ سب سے پہلے جناب
بیماروں کی تیمارداری کرتے ہیں۔ ان کو دوا لاکر دیتے ہیں۔ان کو جناب اسکولوں
میں داخلے دلواتے ہیں۔ ان کو وظیفے دیتے ہیں۔ ان کے جو ہسپتال ہیں ان میں
ان کا علاج فری کراتے ہیں۔ وہ جب یہ دیکھتے ہیں بھئی یہ تو ہمارے ہر طرح
سے کام آرہے ہیاور وہ کہتے ہیں مسلمان جو ہیں وہ کہتے ہیں یہ چمار ہے، یہ
چور ہے ، یہ بھنگی ہے، ہمیں پاس بھی نہیں بیٹھنے دیتے۔ اور پادری صاحب ہمارے
گھر آتے ہیں ہماری چارپائی پر بیٹھ کر ہمارے بستر پہ بیٹھ کر ہمارے ساتھ کھانا
کھالیتے ہیں۔ تو یہ بھکاری قوم جو ہے ......۔ ان کا لباس بھی اچھا ۔ صاف
ستھرا بھی ہے۔ ان کا رہن سہن بھی اچھا ہے۔ پھر ان کو ساری دنیا میں اقتدار

بھی حاصل ہے۔ وہ علم میں بھی آگے ہیں ہم سے ۔ ٹیکنالوجی میں بھی آگے ہیں۔ سائنس میں بھی آگے ہیں۔ ہم ان کے بقول شخصے زر خرید غلام بھی ہیں۔ وہ ہمارے آقا بھی ہیں ہمیں پیسے بھی دیتے ہیں۔ اب تو اللہ کا شکر ہے پیسے بند کرلئے۔ بہت ہی اچھا ہوا انشاء اللہ اب ہم سب اپنے پیروں پہ کھڑے ہوجائیں گے۔ جس کو ملتا رہتا ہے تو آدمی تو ہوتا ہے ناں جس کو ملے یوں تو کرے کیوں؟ یہ بھی اللہ کی طرف سے اللہ کی ایک رحمت ہے۔ تو اب یہ ہے کہ اگر آپ وہ خدمت کریں گے ایک بھنگی کو، ایک چوڑے کو ، ایک چمار کو وہ تو ہم نے نام رکھے ہیں ناں بھائی۔ آدم کے رشتے سے ہم سب بہن بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے کہ تمہارا کالا گورا کوئی اس میں کوئی کسی قسم کی اہمیت نہیں رکھتا۔ اللہ کے ہاں تو تقویٰ ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم … ۔ تم سارے مسلمان بھی اگر ہو تو کوئی حیثیت نہیں۔ کسی کی کوئی حیثیت نہیں بجز اس کے کہ اس کے اندر تقویٰ ہو۔ تقویٰ سے مراد یہ کہ وہ اللہ سے واقف ہو، اللہ کے رسول سے واقف ہو، اللہ کی کتابوں سے واقف ہو، اور اللہ کے ان قوانین سے واقف ہوجو قوانین اللہ تعالیٰ کو پسند ہو، اور ان قوانین سے اجتناب اور پرہیز کرتا ہوجو قوانین اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوں۔ ہماری زندگی میں یہ بات ہمیں داخل کرلینی چاہئیے کہ ایک تو یہ کہ ہمیں اپنے آپ کو بڑائی کبھی نہیں کرنی ہے۔ یہ بڑائی جو ہے نہ ہم بڑے ہیں، فلاں چھوٹا ہے، یہ بہت غلط بات ہے۔ قرآن پاک کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں دیکھیں وہاں دو کردار ہمارے سامنے آتے ہیں۔ایک کردار شیطان کا ہے۔ اور ایک کردار آدم کا ہے۔ وہ کیا ہوا کیا سجدہ کروں گا … کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور خلیفہ … وہ تو آپ سب کو پتہ ہے۔ اب دیکھئے کردار کا تعین اس طرح ہوتا ہے۔ جب شیطان نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور آدم کو سجدہ نہیں کیا تو وہ راندہء درگاہ قرار دیا گیا۔ اور اس نے کبر کیا کہ صاحب میں آگ سے بنا ہوں یہ مٹی سے بنا ہوا ہے۔ ایک سڑے ہوئے گارے کو میں آگ جو ہے وہ کیسے سجدہ کرے گا۔ کبر میں تھا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت کے لئے اس سے پوچھا کہ بھئی ہم نے تجھے کہا تھا کہ تو آدم کو سجدہ کر تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ کیوں حکم عدولی کی۔ ہماری اتنی نوازشات تیرے اوپر کہ تو ایک ادنیٰ جن تھا تجھے ایک ادنیٰ جن سے اٹھا کر تجھے ایک معلم الملکوت بنا دیا۔ اور پھر بھی تو نے ہماری نافرمانی کی۔ تو اس نے یہ کہا کہ یہ بڑے غور سے سنیں آپ یہ بات۔ دو کرداروں کا تعین ہورہا ہے۔ کبر کا اور غیر کبر کا۔ اس نے کہا قال … اس نے کہا، اللہ میاں، آپ نے ہی تو مجھے گمراہ کردیا، آپ نے مجھے گمراہ کردیا، فبما اغویتنی، مجھے

Kidnap

کرلیا، مجھے گمراہ کردیا، مجھے آپ نے صراط مستقیم سے بھٹکا دیا۔ اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ میں نے نافرمانی کیوں کی۔ اللہ تعالیٰ کو جلال آگیا لہٰذا...
اب آدم کی طرف آجائیے آدم کے پاس جنات سے بھی زیادہ علوم ہیں۔ فرشتوں

سے بھی زیادہ علوم ہیں۔ جب فرشتوں نے اعتراض کیا کہ صاحب یہ زمین میں
خون خرابہ اور فساد کرے گا تو اللہ تعالیٰ خود ہی فرماتے ہیں کہ ہم نے آدم کو
علوم سکھائے علم الآدم اسماء کلھا ... ہم نے آدم کو علوم سکھائے۔ اور آدم سے
کہا کہ ہم نے جو تجھے علوم سکھائے وہ فرشتوں کے سامنے بیان کرے جب آدم نے
وہ علوم فرشتوں کے سامنے بیان کئے تو فرشتوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ
صاحب یہ تو ہم جانتے نہیں ہیں۔ قالوا سبحنک لاعلملنا الا ما علمتنا انک انت
العلیم الحکیم۔ کہ صاحب یہ تو ہم جانتے ہی نہیں تھے بے شک آپ سچے ہیں
اور انہوں نے آدم کی حاکمیت کو قبول کرلیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آدم کے
پاس وہ علوم ہیں اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے بحیثیت نائب اور بحیثیت خلیفہ کے
کہ جو نہ فرشتے جانتے ہیں نہ جنات جانتے ہیں۔ اب جب فرشتے اور جنات نہیں
جانتے تو ساری کائنات نہیں جانتی۔ اتنا بڑا عالم کہ علوم کا بادشاہ ، فرشتے بھی
اس کے محتاج ہیں علم کے، جنات بھی محتاج ہیںعلم کے۔ زمین و آسمان کے اندر
جتنی مخلوقات ہیں وہ بھی اس علم کے محتاج ہیں۔ اس کے سامنے سرنگوں ۔
اب اللہ تعالیٰ آدم سے فرماتے ہیں اے آدم ! ہم نے تجھے منع کیا تھا تو نے کیوں
نافرمانی کی؟ ہم نے تجھ سے کہا تھا کہ لا تقربا ھذہ الشجرة ... فتکون من
الظالمین۔ ہم نے تجھ سے کہا تھا کہ تو اس درخت کے قریب نہیں جانا۔ تو کیوں
گیا، تو نے سرکشی کیوں کی؟ اب دیکھیں اب شیطان کا کردار یہ ہے کہ وہ کہتا
ہے ... قال فبما اغویتنی...... صراط المستقیم۔ آپ نے مجھے کڈنیپ کرلیا اور
صراط مستقیم سے بھٹکا دیااور آپ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے نافرمانی
کی۔اب شیطان سے بڑا عالم ہے۔ فرشتے سے بڑا عالم ۔ اللہ کا نائب ہے۔اب
اللہ تعالیٰ اس سے پوچھ رہے ہیں تم نے نافرمانی کیوں کی۔ اس کا کیا جواب
ہے۔ اس نے ہاتھ جوڑ کے کہا ... ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنا
کوننا من الظالمین ... اے میرے رب میں نے تو اپنے اوپر ظلم کرلیا۔ اگر آپ نے
مجھے معاف نہیں کیا اور میرے گناہوں کی تلافی نہیں ہوئی تو میں تو کہیں کا
بھی نہیں رہوں گا۔ میری زندگی تو ساری کی ساری خسارے میں چلی جائے گی۔
اللہ تعالیٰ نے آدم کی عاجزی کو اور انکساری کو پسند فرمایا۔ اور آدم کا جو
منصب تھا ، نیابت اور خلافت کا باوجود اس کے آدم کو اس بات کی سزا دی گئی ،
آدم کو اس بات کی سزا دی گئی نافرمانی کی اور اس کو جنت سے زمین پر اتار
دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا منصب واپس نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو
نیابت اور خلافت عطا کردی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ
میں نے تیری نیابت اور خلافت واپس لے لی۔ کیوں؟ اس لئے کہ آدم نے عاجزی اور
انکساری سے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا سر جھکا دیا۔ اور شیطان کو اس لئے
ملعون قرار دے دیا گیا کہ شیطان نے کبر سے اللہ تعالیٰ کے سامنے منہ موڑ دیا۔
تو یہ دو قرآن میں دو کردار بیان کیا گیا ہے کہ ایک شیطان ہے اس کو ملعون اور
راندہ درگاہ قرار دے دیا گیا۔ اور ایک آدم ہے جس نے عاجزی اور انکساری سے
معافی تلافی کی اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کیا۔ اللہ تعالیٰ کو آدم کی یہ توبہ

استغفار اتنی پسند آئی ، اتنی پسند آئی کہ ایک آدم کی اولاد سے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو بھیج دیا۔ اس عاجزی اور انکساری کی پسندیدگی کا آپ مظاہرہ تو دیکھیں۔ اور نہ صرف یہ کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں نازل کردئیے بلکہ اپنا وہ محبوب بندہ بھی آدم کی اولاد میں منتقل کردیا جس محبوب بندے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس ساری کائنات کو تخلیق کیے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ... اول ما خلق اللہ نوری... کہ سب سے پہلے اس کائنات کے وجود سے پہلے اگرکسی کی تخلیق ہوئی ہے تو وہ میرے نور کی ہوئی ہے۔ اس نور کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی عاجزی انکساری اور توبہ استغفار کی عادت کو پسند کرکے اس نور کو بھی آدم کی پشت پر منتقل کردیا۔ تو عاجزی اور انکساری ۔ کسی کو کافر کہنا عاجزی انکساری نہیں ہے۔ کسی کو جواری کہنا عاجزی انکساری نہیں ہے۔کسی شراب پینے والے کو شرابی کہنا عاجزی انکساری نہیں ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ اگر ایک آدم شراب پیتا ہے تو اس کو آپ حکمت سے پیار سے ، محبت سے اپنے قریب لاکر اس کی اصلاح کیجئے۔ اور اس سے پہلے کہ جب آپ اسے شرابی کہیں تو اپنے گریبان میں منہ ڈالئے کہ کیا آپ کے اندر شراب جیسی دوسری عادتیں اور خصلتیں نہیں ہیں۔یقینا جب ہم اپنے اندر دیکھیں گے ، اپنے اندر جھانکیں گے تو ہمیں اپنی برائیوں کو پتہ چلے گا۔ کوئی آدمی دنیا میں پیغمبروں کے علاوہ ایسا نہیں ہے جس کے اندر کمزوریاں نہ ہوں۔ اور جس کے اندر غلطیاں نہ ہوں۔ جس کے اندر برائیاں نہ ہوں۔ ان برائیوں کا احساس اس وقت ہوگا جب ہم خود کو سب سے کمتر سمجھیں۔ اور دوسروں کو اپنے سے اچھا سمجھیں۔ ہر اچھے آدمی کی یہ پہچان ہے کہ اپنی غلطیوں کو تلاش کرکے اپنی کوتاہیوں کو ڈھونڈ کر ، تجزیہ کرے۔ اپنے کو جہاں جس مقام پر کھڑا ہے وہاں خود کر کھڑا کرے اور دوسرے لوگوں کی برائیاں نہیں ڈھونڈے۔ دوسرے لوگوں کی اچھائیاں تلاش کرے۔ میں نے ایک بچپن میں کتابیں پڑھا کرتا تھا ۔ فارسی کی ایک کتاب ہے فن نامہ شیخ فرید الدین عطار ایک بزرگ گزرے ہیں۔ان کا ایک بڑا عجیب قصہ ہے۔ عطار کی ان کی دکان تھی۔ عطارے کی دکان ہوتی ہے دکان تھی۔ وہاں ایک صاحب ایک فقیر آیا ہاتھ میں اس کے کشکول تھا۔ اس نے کہا بھائی پیسے دے۔ روٹی کھانی ہے۔ وہ صاحب بہت مصروف تھا۔ انہوں نے کہا بھائی معاف کردو۔ انہوں نے کہا بھائی معاف واف کیا کرنا۔ بھوک لگ ہی ہے پیسے دو روٹی کھانی ہے۔ اس نے کہا بھائی میں نے کہا معاف کرے تو فقیر نے کہا یار تجھے مرنا نہیں ہے۔ تو مرے گا کس طرح۔ تیری جان تو پیسے میں اٹکی ہے تو بھوکے آدمی کو روٹی نہیں کھلاسکتا۔ تو انہوں نے دیکھا اور دیکھ کر کہنے لگے کہ تو کس طرح مرے گا؟ کہنے لگے کہ جس طرح تو مرے گا اس طرح میں بھی مروں گا۔ تو فقیر کو یہ بات بری لگ گئی۔ اس نے کہا نہ میں جس طرح مر سکتا ہوں تو نہیں مرسکتا۔ اور یہ کہہ کے جناب اس نے وہیں کشکول رکھاسڑک پہ اور کشکول کے اوپر سر رکھا اور ختم، مرگیا۔ پہلے تو یہ سوچا کہ یہ کوئی فراڈی ہے ، کوئی

بہروپیا ہے۔ جب بہت دیر ہوگئی ، آکے ہاتھ پیر ہلایا ، وہ تو مرا ہوا تھا اس
کی تو جان نکل چکی تھی۔ جناب دکان سے اترے اس کی تجہیز و تکفین کا
سامان کیا۔ جب تک تجہیز و تکفین کا سامان ہوتا رہا وہ جناب سب کا حساب
کتاب کرکے جس کا لینا دینا سب لکھ کے قبرستان اس کو لیکر گئے اور قبر ستان
سے پھر وہ واپس نہیں آئے فقیر ہوگئے۔ شیخ فرید الدین عطار کا مشہور واقعہ
ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں (فارسی) کہ اگر تم واقعی عقلمند بننا چاہتے ہو ، اگر تم
فی الواقع سمجھدار ہو تو تمہارے اندر یہ عادت ہونی چاہئیے کہ دنیا کا بے وقوف
ترین جو بند ہ ہے خود کو اس سے زیادہ بے وقوف سمجھو (فارسی) یہ جو
عاجزی اور انکساری ہے عاجزی اور انکساری اللہ کو بھی پسند ہے ، اللہ کے
رسول ﷺ کو بھی پسند ہے۔ ہمیں بھی آپس میں کرنا ہے۔ مثلاً آپس میں لڑ پڑیں
دو بھائی ایک بھائی جاکے بھائی وہ غلطی ہوگئی معاف کردو تو دوسرا بھائی
معاف کر ہی دیگا بلکہ اور سینے سے لگالے گا یار غلطی میری بھی تھی یار
غلطی تیری بھی تھی چل ایک دوسرے کو ...۔ اور اگر اکڑ میں آجائیں گے تو جناب
گھر بھی خراب ہوجائے گا جائدادیں بٹ جاتی ہیں۔ بڑے بڑے امراء اور رؤسا جو
ہیں فٹ پاتھ پر آجاتے ہیں۔ بھیک مانگنے لگتے ہیں۔ تو یہ جو سوال تھا کہ کافر
کو کافر نہ کہو یہ اسی سلسلے میں میں نے کچھ عرض کیا ہے کہ کافر کو کافر
اس لئے نہ کہو کہ کافر کو کافر کہنے میں دو باتیں زیر بحث آجاتی ہیں۔ ایک تو
یہ ہے کہ آدمی کے اندر کبر پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ کبر کے ساتھ ساتھ
اپنے آپ کو بڑائی میں ثابت کرنے میں اپنی برتری ثابت کرنے میں دوسرے کو
احساس کمتری میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ احساس کمتری یا احساس
برتری یہ دونوں چیزیں جو ہیں زندگی کے لئے ناقص ہیں۔ اور دماغ کے لئے دونوں
اتنا بار بن جاتے ہیں کہ آدمی کی جو زندگی ہے وہ نقصان میں چلی جاتی ہے۔
رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد عالی مقام کو ہم سب کو یاد رکھنا چاہئیے کہ کافر
کو کافر نہ کہو کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو نیکو کار نہ سمجھو، اچھا نہ
سمجھو، بس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی تلافی کرتے رہیں۔اب یہ ہم نمازیں
پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں۔ بڑا اچھا ہے اللہ نے ہمیں توفیق دی ہے ہم اس
طرف نکل پڑے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب ہمیں یہ پتہ ہی نہیں ہے نماز
ہماری قبول بھی ہوئی یا نہ ہوئی تو ہم اس نماز سے کس طرح ...۔ ہم روزے
رکھتے ہیں، سارے دن بھوکے رہتے ہیں۔ بڑی اچھی بات ہے،اللہ نے ہمیں توفیق
دی اللہ کی بڑی مہربانی ہے لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ روزہ قبول ہوگیا یا
نہیں ہوا۔ جب آپ کے پاس کوئی سند ہی نہیں ہے آپ کیسے اپنے اس اعمال کا
تجزیہ کئے بغیر کہیں کہ صاحب میں اچھا کام کررہا ہوں۔ اچھا کام تو جب کرو
تم نماز پڑھواور جب سلام پھیرو تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ہاں ہمارے بندے ہم نے
تیری نماز قبول کی۔ میں نے صاحب ایک واقعہ پڑھا۔ نہیں حضور قلندر بابا اولیاء
نے مجھے سنایا واقعہ ہے۔ خواجہ نظام الدین اولیائ کا بہت بڑا لنگر تھا بہت بڑی
خانقاہ تھی۔ وہاں عصر کے وقت ایک صاحب آئے ، عصر کی نماز سے پہلے ۔

سامنے ان کے گٹھر رکھا ہوا تھا۔ لکڑیاں چن کر لائے ہوں گے۔ بہت خستہ حالت
میں تھے۔ نماز کا وقت ہوا خواجہ نظام الدین اولیائؒ نے امامت کے لئے آگے کھڑا
کردیا۔ ان کے جو مریدین تھے انہوں نے کہ بھئی کپڑے بھی صاف ستھرے نہیں
ہیں،لکڑ ہارا ہے پتہ نہیں کیا کس کو آگے سامنے کھڑا کردیا۔ اب صاحب جب اس
نے نماز شروع کی عصر کی مغرب کی اذان ہوگئی، عشاء کی بھی اذان ہوگئی
اس نے چار فرض بھی پورے نہیں ہوئے۔اور وہ سجدے میں پڑا ہے تو سجدے میں
پڑا ہے۔ رکوع میں ہے تو رکوع میں ہے۔ اب جب وہ بہت رات ہوگئی تمام لوگ
تھک گئے ان کے پیر تھک گئے برا حال ہوگیا۔ کچھ لوگ تو نیت توڑ کے چلے گئے۔
کچھ پکے تو وہ لگے رہے۔ اس کے بعد وہ نماز وماز پڑھ پڑھا کے وہ چلے گئے۔کچھ
لوگوں نے کہا حضور آپ نے کس بے وقوف خبطی کے پیچھے نماز پڑھی۔ کہ ایک
عصر کی نماز میں مغرب بھی گئی، عشاء بھی گئی اور ہ تو انہوں نے کہا بھائی
تمہیں نہیں پتہ یہی نماز میری زندگی کا حاصل ہے۔ یہ اللہ کا ایسا بند ہ ہے
جب ایک دفعہ سبحان ربی العلیٰ کہتا ہے جب تک اوپر سے یہ آواز نہیں آجاتی کہ
میں نے قبول کیا یہ سبحان ربی العلیٰ کہتا رہتا ہے۔ کہتا ہی رہتا ہے۔ کہتا ہی
رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہے الحمد شریف اس نے شروع کردی ہے۔ اگر وہاں سے
جواب نہیں آیا کہ قبول ہے تو الحمد شریف پڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ پڑھتا ہی چلا
جاتا ہے۔ تم کہتے ہو خبطی کے پیچھے نماز۔ یہ تو میری زندگی کا حاصل ہے۔ یہ
تو میں نے کہاں ایسی نماز پڑھی ہے۔ تو بھائی اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ بھئی
بڑی میں نے نیکی کی تمہارے پاس سند کیا ہے؟ یہ تو اللہ کا انعام ہے۔ اللہ کی
مہربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چلو بھائی ہمیں توفیق دے دی اپنے گھر کی طرف
بلالیا۔ تو اب یہ جو کہنا کہ صاحب ہم متقی ہیں، ہم نیک ہیں، ہم نمازی ہیں،
ہم پرہیز گار ہیں، ہم بہت پڑھے ہوئے ہیں تو یہ بھی شیطنت ہے۔خالص
شیطنت ہے۔ خالص ابلیسیت ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر توفیق دے عبادت کرنے کی اللہ
تعالیٰ اگر توفیق دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو اس پہ اترانا نہیں چاہئیے بلکہ
اس پر شکر ادا کرنا چاہئیے کہ کروڑوں آدمیوں میں کم از کم جیسے بھی تیرے
بندے ہیں سڑے ہوئے ہیں اللہ نے ہمارا انتخاب تو کیا اپنی طرف بلالیا۔کبھی
ہماری حاضری کو قبول بھی کرلے گا۔ تو یہ نیکی کرکے یہ کہنا کہ صاحب ہم
نیک ہیں۔ یہ بھی کبر ہے۔ یہ بھی شیطنت ہے۔ نیکی کی اگر توفیق مل جائے
نیکی اگر آپ کرلیں۔ تو اس میں کبھی کوئی شیطان بڑے وسوسے ڈالتا ہے صاحب
آپ تو بڑے نیک ہیں۔ میں نے کئی آدمیوں سے سنا وہ کہتے ہیں صاحب ہم توبہ
استغفار کیا کریں ہم تو گناہ ہی نہیں کرتے۔ بھئی پانچ وقت کی ہم نمازیں
پڑھتے ہیں۔ روزے ہم رکھتے ہیں۔ سب کچھ ہم کرتے ہیں۔ ہم کس بات کی
توبہ کریں۔ کچھ لوگ جناب ایسے ہیں وہ کہنے لگے جی بھئی اللہ میاں نے سب
کچھ دے رکھا ہے دعا کس بات کی مانگیں۔ یہ اس چکر میں میں بھی پڑ گیا تھا
صاحب مجھے بھی شیطان نے بڑا زبردست پھانس لیا تھا۔ میں نے کہا بھائی اللہ
میاں نے روٹی بھی دے رکھی ہے۔ کپڑے بھی دے رکھے ہیں۔ ماشاء اللہ بیوی بھی

ہے ، بچے بھی ہیں، کاروبار بھی ہے۔ خواہ مخواہ اللہ سے مانگتے رہو، مانگتے
رہو، کیا مانگتے رہو، سبھی کچھ تو دے رکھا ہے۔ اب ایک آدمی سے اگر بیس
دفعہ مانگو تو وہ پتھر مارے گا کہ تو اللہ میاں بھی یہ کہیں گے یہ بندہ تو چپک
ہی گیا۔ میں گیا حضور قلندر بابا سے جاکر یہ مسئلہ بیان کردیا کہ میرے تو دماغ
میں یہ بات آگئی کئی دن ہوگئے۔ صاحب وہ لیٹے ہوئے تھے تخت پہ ہوا، تخت پہ
لیٹے رہتے تھے۔ ایک چٹائی ان کا جو تھا ایک لنگی ہوتی تھی۔ تخت پہ چٹائی
ہوتی تھی۔ صاحب جب میں نے یہ کہا تو فوراً وہ اٹھ کے بیٹھ گئے۔ اتنا ان کو برا
لگا کہ اٹھ کے بیٹھ گئے اور کہنے لگے نہیں نہیں خواجہ صاحب ! اللہ سے مانگو۔
اللہ نے کہا تم مجھ سے دعا مانگو میں ضرور قبول کروں گا۔ تو میں نے کہا
صاحب کیا مانگوں؟ کہنے لگے اللہ سے اللہ کو مانگو بھائی۔ جو چیز اللہ نے اگر
دے رکھی ہے ،کپڑا دے رکھا ہے، اس کا شکر کرو۔ اور اللہ سے...۔ تو اگر کسی
آدمی کے ذہن میں یہ بات آجائے کہ صاحب میں تو بڑا نیکو کار ہوں تو وہ تو اللہ
سے بھی نہیں مانگے گا بھائی۔

★★★★★